ابنِ انشا

(1927 – 1979)

اصل نام شیر محمد خاں اور قلمی نام ابن انشا تھا۔جالندھر میں پیدا ہوئے ۔1947 میں اپنے خاندان کے ساتھ لاہور چلے گئے۔ 1952 میں کراچی یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ مختلف سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔ابتدا میں روزنامہ ’امروز‘ (لاہور) میں فکاہیہ کالم تحریر کیے۔ بعد میں روزنامہ ’جنگ‘ (کراچی) اور اخبار ’جبل‘ میں بھی کالم لکھے۔شاعر اور مزاح نگار کی حیثیت سے شہرت ملی۔ ابن انشا اردو اور فارسی کے الفاظ کے ساتھ محاورہ، روزمرہ اور انگریزی الفاظ کا استعمال بڑی برجستگی سے کرتے ہیں۔ طنزومزاح کا رنگ نمایاں ہے۔

”آوارہ گرد کی ڈائری“، ”دنیا گول ہے“، ”چلنا ہو تو چین کو چلیے“، ”ابنِ بطوطہ کے تعاقب میں“ دل چسپ سفر نامے اور ”قصہ ایک کنوارے کا“، ”اردو کی آخری کتاب“ اور ”خمار گندم“ وغیرہ ان کے مزاحیہ مضامین کے مجموعے ہیں۔

ان کا پہلا شعری مجموعہ ”چاند نگر“ کے نام سے شائع ہوا۔انھوں نے بچوں کے لیے نظمیں بھی لکھی ہیں۔

© NCERT not to be republished

ذرا فون کر لوں

جب تک گھر میں ٹیلیفون نہ ہو آپ کبھی اندازہ نہیں کر سکتے کہ آپ عوام الناس بالخصوص اپنے محلّے والوں میں کتنے مقبول ہیں۔ ہمیں بھی اس کا پتہ اس وقت چلا جب ہم پچھلے دنوں بیمار ہو کر صاحبِ فراش ہوئے۔

شیخ نبی بخش تاجر چرم ہمارے محلّے دار ہیں۔ ان سے علیک سلیک ہے۔ گاڑھی چھننے والی کوئی بات نہیں۔ ہمیں ان کے حُسنِ اخلاق کا بھی اندازہ نہ تھا۔ ہمارے بیمار ہونے کے بعد سب سے پہلے وہی تشریف لائے۔ ہماری پٹّی کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئے۔ تعزیت کرنے والوں کا منہ بنایا اور پوچھا۔ کیا شکایت ہے۔ ہم نے کہا ''آپ سے ہمیں کوئی شکایت نہیں، واللہ نہیں۔''

فرمانے لگے ''میں تو آپ کی بیماری کا پوچھ رہا ہوں۔'' تب ہم نے بتایا کہ معمولی کھانسی ہے، بخار ہے۔ بولے اس کو معمولی نہ جانیے گا۔ میری بیوی کے بھانجے کو یہی عارضہ تھا۔ آپ ہی کی عمر کا رہا ہوگا۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

''مر گیا؟'' ہم نے بوکھلا کر پوچھا۔

فرمایا ''ہمارے لیے تو مر ہی گیا۔ وہاں سنا ہے شادی کر لی۔ ہمیں تو خط بھی نہیں لکھتا۔'' ہم نے حیات تازہ پا کر اطمینان کا سانس لیا۔ کچھ رشک ان کی بیوی کے بھانجے کی قسمت پر بھی آیا۔ بہرحال ہم نے ان بزرگ سے کہا کہ آپ نے ناحق مزاج پرسی کے لیے آنے کی زحمت فرمائی۔

اٹھتے اٹھتے اتفاق سے ان کی نظر ہمارے فون پر پڑ گئی۔ بولے اپنی دکان پر فون کر لوں؟ جو شخص اتنی محبت سے حال پوچھنے آئے اس سے کیا دریغ ہو سکتا ہے۔ ہم نے کہا۔ شوق سے کیجیے۔

وہ گئے ہی ہوں گے کہ ریٹائرڈ تھانیدار حال ٹھکیدار میر باقر علی سندیلوی لٹھیا ٹیکتے آئے۔ بولے ''سنا آپ کے دشمنوں کی طبیعت ناساز ہے؟''

© NCERT not to be republished

"ہمارے دشمنوں کی تو نہیں۔ ہمیں ضرور کھانسی، بخار ہے"۔ ہم نے وضاحت کی۔ نہایت شفقت سے ہماری نبض ٹٹولتے ہوئے بولے "کچھ دوا دارو کرو، احتیاط رکھو۔ تم ایسا ادیب اور انشا پرداز کم از کم ہمارے محلّے میں تو کوئی نہ ہوگا۔ اگر خدانخواستہ قضاوقدر کے کان بہرے۔ کوئی ہرج مرج ہوگیا تو ادب کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ جائے گا۔"

انھوں نے کچھ کہا۔ ہم اپنی وحشت میں کچھ اور سمجھے۔ چنانچہ بہ آوازِ بُلند عرض کیا کہ "قبلہ یہ سن کر افسوس ہوا کہ آپ کے کان بہرے ہو رہے ہیں۔ ان میں باقاعدہ چنبیلی کا تیل گرم کر کے ڈالا کیجیے۔ اب رہا نقصان سو ٹھیکیداری میں نفع نقصان تو ہوتا ہی ہے۔"

اس پر ہمارے ایک دوست نے جو ہمارے پاس بیٹھے تھے ہمیں جھنجھوڑا اور میر صاحب سے معذرت کی کہ "معاف کیجیے یہ شخص یوں ہی بہکی بہکی باتیں کیا کرتا ہے۔ آپ کی مزاج پُرسی کا شکریہ۔"

اس پر انھوں نے فرمایا کہ مزاج پُرسی تو میرا بحیثیت مسلمان اور ہم محلّہ ہونے کے عین فرض تھا۔ اس میں زحمت کی کوئی بات نہیں۔ پر اٹھتے اٹھتے بولے "میرا لڑکا نالائق صبح سے بھٹّے پر گیا ہوا ہے۔ میں یہاں اینٹوں کے ٹرک کا انتظار کر رہا ہوں۔ اجازت ہو تو اسے فون کرلوں۔"

شوق سے کیجیے۔ ہم نے کہا "آپ ہی کا فون ہے۔"

اس کے بعد پروفیسر کے بخش کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ ان کے نام نامی سے کون واقف نہیں۔ سعید منزل کے سامنے بیٹھتے ہیں اور قسمت کا حال بتاتے ہیں۔ مقدمہ، بیماری، روزگار ہر مسئلے پر ان کا مشورہ مفید رہتا ہے۔ لاعلاج بیماریوں کے مایوس مریضوں کا علاج بھی کرتے ہیں۔ نام کریم بخش ہے اور پروفیسر بننے سے پہلے ہمارے ایک عزیز کے ہاں خانساماں تھے۔ ان کی راہ و رسم ہم سے ان ہی دنوں سے ہے۔ آئے بیٹھے۔ ہمارا حال پوچھا۔ پھر ہمارے ڈاکٹر کا نام پتہ دریافت کیا۔ پھر ڈاکٹروں اور ڈاکٹری طریقۂ علاج کے متعلق کچھ چار حرفی ناقابلِ طباعت کلمات ارشاد فرمائے۔ اس کے بعد تشخیص کی اور کہا تمھارے جسم میں شکر کی کمی ہے۔ اور گلا خراب ہے۔ اپنے مجربات میں سے ایک چیز بھیجنے کا وعدہ کیا جو مینڈک کی چربی، گندھک اور لال ٹڈے کے انڈوں سے بنتی ہے اور اُلّو کے مغز کے ساتھ نہار منہ کھانی پڑتی ہے۔ یہ بھی اٹھتے ہوئے ٹیلیفون پر ایک جگہ آرڈر دے گئے کہ آدھا سیر گھیکوار اور نیولے مجھے کل میرے فٹ پاتھ پر بھجوا دیے جائیں۔

ہم تو لوگوں کے اخلاق کریمانہ کے ممنون ہو کے رہ گئے۔ ہمارے بھائی نے ہمارے نہ نہ کرتے ہوئے بھی کمرے میں نوٹس لگا دیا کہ جو صاحبان مزاج پرسی کو آئیں وہ فون کو ہاتھ نہ لگائیں اور جو فون کرنے آئیں وہ مزاج نہ دریافت کریں۔

© NCERT not to be republished

بہرحال دن میں چار چھے فون ضرور اس قسم کے آتے ہیں۔

’’ذرا میری بیگم صاحبہ کو بلا دیجیے۔‘‘

’’ذرا ایمبولینس بھی بھیج دیجیے۔جلدی کیجیے۔ میں سیٹھ بھولو بھائی مٹی کے تیل والا بول رہا ہوں۔‘‘ جس جگہ کے لیے یہ فون کیے جاتے ہیں، اس کے اور ہمارے فون نمبر میں فقط ایک عدد کا فرق ہے۔

یہی نہیں۔ایک حلوہ مرچنٹ کا نمبر بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ہمیں اکثر فرمائشیں اس قسم کی آتی ہیں کہ پندرہ سیر لڈّو بھیج دیجیے اور ایک ٹوکرا بالوشاہیوں کا بھی۔اصلی گھی کا۔پہلے کی طرح چربی میں تل کر نہ بھیج دیجیے گا۔ایک بار ان حلوہ مرچنٹ صاحب سے ہماری ملاقات بھی ہوئی۔ انھوں نے بتایا کہ اکثر شاعروں کے لیے غزلوں کی فرمائش ان سے کی جاتی ہے اور رسالے والے تو ہمیشہ سر رہتے ہیں کہ آپ کی نگارشات کا انتظار ہے۔سالنامہ نکل رہا ہے جلدی کیجیے۔

بعض لوگ صبر والے ہوتے ہیں۔ہمیں ’ساری رانگ نمبر‘ کہنے کی مہلت مل جاتی ہے۔لیکن بعضوں کو جلدی بھی ہوتی ہے۔ایسے ہی ایک صاحب کا کل فون آیا۔

’’لکھیے چار جھولداریاں۔‘‘

ہم نے عرض کیا معاف فرمایئے۔۔۔

بات کاٹ کر بولے ’’باتوں کا وقت نہیں۔ لکھتے جایئے۔ بارہ ڈنرسیٹ۔اچھے ہوں پہلے کی طرح پھٹیچر نہ ہوں۔‘‘

ہم نے پھر کھنکار کر کہا ’’اجی سنیے تو۔۔۔۔‘‘

درشتی سے بولے چار چاندنیاں بھی ڈال دیجیے۔صاف ہوں۔سالن گری نہیں چاہئیں۔ہمارا پیسہ حلال کا پیسہ ہے۔

ہم نے پھر کچھ کہنا چاہا لیکن۔۔۔لیکن اُدھر سے حکم ہوا کہ پہلے ان کی فرمائش نوٹ کی جائے پھر بات کی جائے۔

’’اٹھارہ ڈونگے۔بہتّر پلیٹیں، پانچ لالٹین، ڈیڑھ سو چمچے، دس جگ۔‘‘

ہم سب لکھتے گئے ۔جب وہ ذرا دم لینے کو رُکے تو ہم نے کہا ’’قبلہ ہم فقیر آدمی ہیں۔ ہم اتنی ساری چیزیں، یہ خس خانہ و برفاب کہاں سے لائیں گے؟‘‘

اُدھر سے سوال ہوا ’’آپ حاجی چراغ دین اینڈ سنز نہیں کیا؟‘‘

ہم نے کہا ’’جی نہیں، کاش ہوتے۔‘‘

بھڑک کر بولے ’’آپ نے پہلے کیوں نہ کہا۔اچھّے آدمی ہیں آپ۔‘‘

(ابنِ انشا)

مشق

لفظ و معنی

عوام النّاس	:	عام لوگ
چرم	:	چمڑا، کھال
گاڑھی چھننا	:	بے تکلّفی
صاحب فراش	:	بیمار ہو کر گھر بیٹھ رہنا
تعزیت	:	کسی کے انتقال پر اس کے متعلقین سے مل کر اظہارِ افسوس کرنا
پٹّی کے ساتھ	:	پلنگ سے قریب تر
واللہ	:	اللہ کی قسم
لٹھیا	:	لاٹھی
دوادارو	:	علاج
علیک سلیک	:	سلام دعا
حسنِ اخلاق	:	اچھے اخلاق، اچھی عادت
عارضہ	:	بیماری، مرض
مغفرت	:	نجات، بخشش
حیاتِ تازہ	:	نئی زندگی
زحمت	:	تکلیف
دریغ	:	افسوس
انشا پرداز	:	مضمون لکھنے والا

© NCERT not to be republished

ہرج مرج	:	نقصان
ناقابلِ تلافی نقصان	:	ایسا نقصان جس کو پورا کرنا ممکن نہ ہو
قبلہ	:	کعبہ، جناب، قابل احترام کے معنی میں استعمال ہوتا ہے
خانساماں	:	ملازم، باورچی
راہ ورسم	:	ملنا جلنا
ناقابلِ طباعت کلمات	:	وہ باتیں جو چھپنے کے قابل نہ ہوں
تشخیص	:	مرض کی پہچان کرنا
مجربات	:	یقینی طور پر اثر کرنے والی دوائیں، آزمائی ہوئی
مزاج پرسی کرنا	:	مزاج پوچھنا، بیمار کا حال دریافت کرنے کے لیے جانا
فقط	:	صرف
نگارشات	:	مضامین، تحریریں
مہلت	:	موقع، فرصت
خس خانہ وبرفاب	:	خس کی ٹٹیوں والا مکان اور برف کا ٹھنڈا پانی
خدانخواستہ	:	خدا نہ کرے
قضاوقدر کے کان بہرے	:	قضا، موت کو اور قدر، تقدیر کو کہتے ہیں پورا جملہ خدانخواستہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے
ہم محلّہ	:	محلہ دارّ، پڑوسی
بھٹّہ	:	جہاں اینٹیں پکائی جاتی ہیں
نام نامی	:	مشہور نام
نہار منہ	:	باسی منہ
اخلاق کریمانہ	:	وہ اخلاق جس میں احسان شامل ہو
جھولداریاں	:	چھوٹا خیمہ
درشتی	:	چڑ چڑاہٹ

© NCERT not to be republished

سوالات

1۔ مصنف کی بیماری کی خبر سن کر سب سے پہلے کون آیا؟
2۔ ''ادب کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جائے گا۔'' یہ جملہ کس نے کس کے لیے کہا ہے؟
3۔ پروفیسر بخش کا مصنف نے کس طرح تعارف کروایا ہے؟
4۔ مصنف کے بھائی نے مزاج پرسی کرنے والوں کے لیےفون کی پابندی پر کیا نوٹس لگایا؟
5۔ مصنف کے دوست نے میر صاحب سے کیوں معذرت کی؟
6۔ مصنف کے یہاں کس کس طرح کے ٹیلیفون آتے تھے؟

زبان وقواعد

☆ نیچے لکھے ہوئے الفاظ سے جملے بنایئے۔

گاڑھی چھننا   تعزیت کرنا   ناحق   لاعلاج   مزاج پُرسی

اس سبق میں ایک لفظ 'چارحرفی' آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں چار حرفوں والا جیسے 'کتاب' اسی طرح تین حرفوں والے لفظ کو 'سہ حرفی' کہتے ہیں جیسے 'نبی' آپ تین 'چارحرفی' اور تین 'سہ حرفی' الفاظ اپنی کاپی پر لکھیے۔

اس سبق میں ایک جگہ لکھا ہے'' آپ کی نگارشات کا انتظار ہے۔ سالنامہ نکل رہا ہے''۔ 'سالنامہ' وہ رسالہ ہے جو سال میں ایک ہی بار نکلتا ہے۔ آپ لکھیے :

- جو رسالے چھ مہینے میں نکلتے ہیں انھیں.................کہتے ہیں۔
- جو رسالے تین مہینے میں نکلتے ہیں انھیں.................کہتے ہیں۔
- جو رسالہ ہر مہینے نکلتا ہے اُسے.................کہتے ہیں۔
- اسی طرح جو اخبار ہفتے میں ایک بار نکلتا ہے اسے.................کہتے ہیں۔
- جو اخبار ہر روز نکلتا ہے اسے.................کہتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

☆ نیچے لکھے جملوں کی وضاحت کیجیے۔ یہ جملے سبق میں کس نے کب کہے ہیں:

- ''ہم تو لوگوں کے اخلاقِ کریمانہ کے ممنون ہو کے رہ گئے۔''
- ''ہم نے حیاتِ تازہ پا کر اطمینان کا سانس لیا۔''
- ''آپ نے پہلے کیوں نہ کہا۔ اچھے آدمی ہیں آپ!''

☆ یہ جملے کن موقعوں پر بولے جاتے ہیں:

- حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔
- دشمنوں کی طبیعت ناساز ہے۔
- قضا وقدر کے کان بہرے۔

غور کرنے کی بات

یہ سبق بہت دل چسپ اور نصیحت آمیز ہے۔ اس سبق کے ذریعے مصنف نے ہمیں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ کسی بھی چیز کا بے جا استعمال نہ صرف اپنے لیے بلکہ دوسروں کے لیے بھی تکلیف کا باعث بن جاتا ہے۔ جس طرح فون یقیناً سائنس کی اہم اور کارآمد ایجاد ہے لیکن ایک بیمار شخص اور اس کے گھر والوں کے لیے فون کس طرح پریشان کن بن گیا۔ کس طرح لوگ آتے اپنی غرض سے اور بہانہ ہوتا عیادت کا۔ اسی کو ایک پنتھ دو کاج کہتے ہیں۔

عملی کام

☆ مضمون لکھیے

- فون رحمت یا زحمت

© NCERT not to be republished